از عدالت عظمیٰ

پنو بالا کرشنا آئیر اور دیگران

بنام

سری آر یہ ایم راما سوامی آئیر اور دیگران

[پی ۔ بی ۔ گجیندر گڈ کر، سی ۔ جے ۔، کے ۔ این ۔ وانچو، جے ۔ سی ۔ شاہ
، این ۔ راجگو پالا آیانگر اور ایس ۔ ایم ۔ سکری جے ۔ جے]

فرمان-سنگل جج کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت لیٹرز پیٹنٹ کے تحت منتقل ہونے کا حق جس کا فائدہ نہیں اٹھایا گیا-خصوصی اجازت اگر اور کب منسوخ کی جا سکتی ہے-فرمان منظور کرنے میں بنیادی ضرورت مطمئن نہیں ہے-مناسبت اور قانونی حسیت ضابطہ دیوانی، 1908 (1908 کا ایکٹ 5)، دفعہ-100-کا آئین، ہند آرٹیکل 136۔

جواب دہندگان نے ایک لازمی حکم امتناع کے لیے مقدمہ دائر کیا جس میں جگہ متدعوایہ پر کچھ سنگ تراشی کے ڈھانچے کو ہٹانے اور مستقل حکم امتناع کے لیے درخواست گزاروں کو دعوا کی جائیداد متدعوا پر تجاوز کرنے اور گاؤں کے باشندوں کے راستے کے حق میں رکاوٹ پیدا کرنے سے روکنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ انہوں نے دعوی کیا کہ جائیداد متدعوایہ ایک عوامی گلی کا حصہ ہے اور اپیل گزاروں کو اس پر تجاوز کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اپیل گزاروں نے جائیداد متدعوایہ کو مطلق مالکان کے طور پر دعوی کیا اور اس طرح وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے حقدار تھے۔ ٹرائل کورٹ نے مقدمے سب ڈگری صادر کی اپیل پر، فاضل ماتحت جج نے فرمان کو کالعدم قرار دے دیا۔ ہائی کورٹ کے دوسری اپیل میں مدعا علیہان کی طرف سے اس فرمان کو چیلنج کرنے پر، واحد جج نے ان کے حق میں حکم نامہ منظور کیا۔ جج نے اپنے فیصلے میں صرف اتنا کہا کہ "اس

دوسری اپیل میں فیصلے کے لیے پیدا ہونے والے تمام مسائل پر محتاط غور کرنے کے بعد، میری رائے ہے کہ مدعیوں کو فرمان دینے کی بہترین شکل درج ذیل شرائط میں ہے" اور پھر وہ اپنے فرمان کی شرائط طے کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ خصوصی اجازت کی اپیل پر اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ جج کی طرف سے اس کے سامنے دوسری اپیل کو نمٹانے میں اپنایا گیا طریقہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس کے ذریعے دیا گیا فیصلہ برقرار نہیں رہ سکتا۔ جواب دہندگان نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ چونکہ اپیل گزاروں نے ہائی کورٹ کے لیٹرز پیٹنٹ کے تحت ان کے لیے دستیاب تلافی فائدہ نہیں اٹھایا ہے، اس لیے یا تو اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت کو منسوخ کیا جانا چاہیے، یا اپیل کو خارج کیا جانا چاہیے۔

منعقد کیا گیا: اگر فریق لیٹرز پیٹنٹ کے تحت اجازت کے لیے منتقل نہیں ہوا ہے اور اسے اس طرح منظور نہیں کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی غیر لچکدار قاعدہ طے کرنا ممکن ہے کہ اگر ایسی صورت میں خصوصی اجازت دی گئی ہے، تو اسے ہمیشہ اور لازمی طور پر منسوخ کیا جانا چاہیے۔ آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کو دیئے گئے اختیارات کے وسیع دائرہ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ ممکن نہیں ہے اور درحقیقت، یہ مناسب نہیں ہوگا کہ کوئی بھی عام قاعدہ وضع کیا جائے جو تمام مقدمات کو کنٹرول کرے۔ یہ سوال کہ آیا آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے دائرہ اختیار کا استعمال کیا جانا چاہیے یا نہیں، اور اگر ہاں، تو کن شرائط وضوابط پر، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا فیصلہ اس عدالت کو ہر مقدمے کے حقائق پر کرنا ہے۔

رارو ہا سنگھ بمقابلہ اچل، اے۔ آئی۔ آر۔ 1961، ایس۔ سی۔ 1097، حوالہ دیا گیا۔ موجودہ معاملے میں، فاضل جج نے ایک حکم منظور کیا جو ایک ثالث کے ذریعے دیے گئے فیصلے کی طرح ہے، جو اپنے حوالہ کے لحاظ سے، ایوارڈ میں شامل اپنے نتائج کی

وجوہات بتانے کی ذمہ داری کے تحت نہیں ہے۔جب دوسری اپیلوں سے نمٹنے کے لیے ہائی کورٹ کے ذریعے اس طرح کا راستہ اپنایا جاتا ہے،تو اسے واضح طور پر درست کیا جانا چاہیے اور ہائی کورٹ سے کہا جانا چاہیے کہ وہ قانون کے مطابق معاملے کو معمول کے مطابق نمٹائے۔لہذا، دوسری اپیل میں منظور کیے گئے فرمان کو اس بنیاد پر خارج کیا جانا چاہیے کہ فاضل جج کے ذریعے دیا گیا فیصلہ کوڈ آف سول پروسیجر کے تحت فیصلے کے بنیادی اور جائز تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تھا۔

دیوانی اپیل کا حداختیار: 1962 کی سول اپیل نمبر 79۔

1955 کی دوسری اپیل نمبر 91 میں مدراس ہائی کورٹ کے 20 فروری 1958 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے ایم۔ایس۔کے۔شاستری اور ایم۔ایس۔نرسمہن۔

کے این راج گوپال شاستری اور بی کے بی نائیڈو، جواب دہندگان کے لیے نمبر 1 سے 4۔

مارچ .6۔.1964 , عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، سی جے۔خصوصی اجازت کی یہ اپیل مدراس ہائی کورٹ کی طرف سے 1955 کی دوسری اپیل نمبر 91 میں منظور کیے گئے فرمان کی درستگی، مناسبت اور قانونی حیثیت کے بارے میں ایک مختصر سوال اٹھاتی ہے۔مدعا علیہان نے اپیل گزاروں پر تھروواپارو کے ضلع منصف کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا جس میں ایک لازمی حکم امتناع کا مطالبہ کیا گیا تھا جس میں مقدمہ کی جگہ پر کھڑے کچھ چٹان کے ڈھانچے کو ہٹانے کی ہدایت کی گئی تھی جسے شکایت سے منسلک منصوبے میں اے بی سی ڈی کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا اور مستقل حکم امتناع کے لیے اپیل گزاروں کو مقدمہ کی جائیداد پر قبضہ کرنے یا دوسری صورت میں تجاوز کرنے سے روکنا اور گاؤں کے رہائشیوں کے راستے کے حق میں رکاوٹ پیدا کرنا جس میں مقدمہ کی جائیداد واقع تھی۔جواب دہندگان کے مطابق، وہ

پلاٹ جس پر اپیل گزاروں کی طرف سے سنگ تراشی کے ڈھانچے کی تعمیر کی وجہ سے تجاوزات ہوئی تھیں وہ ایک گلی تھی اور ان کا دعوی تھا کہ مذکورہ جائیداد ایک عوامی گلی کا حصہ ہے اور اپیل گزاروں کو اس پر تجاوز کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ مقدمہ جواب دہندگان نے اپنی اور محلے کے دیگر رہائشیوں کی جانب سے نمائندہ حیثیت میں دائر کیا تھا۔

اپیل گزاروں نے جواب دہندگان کے اس بنیادی الزام سے اختلاف کیا کہ سنگ تراشی کا ڈھانچہ جس پر جواب دہندگان نے اعتراض کیا تھا، عوامی گلی کے کسی بھی حصے پر کھڑا تھا۔ ان کے مطابق، وہ پلاٹ جس پر ملحقہ جائیداد کے ساتھ سنگ تراشی کا ڈھانچہ کھڑا تھا، مطلق مالکان کے طور پر ان کا تھا اور اس طرح وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے حقدار تھے۔ ان استدعاوں پر، فاضل ٹرائل جج کے ذریعے مناسب تنقیحات وضع کیے گئے اور شواہد پر غور کرنے پر، اس کے ذریعے جواب دہندگان کے حق میں نتائج درج کیے گئے۔ نتیجے میں، مدعا علیہان کے مقدمے کا حکم دیا گیا اور اپیل گزاروں کے خلاف حکم امتناع جاری کیا گیا۔

اس کے بعد اپیل گزاروں نے تنازعہ کو کمباکونم میں سبورڈی نیٹ جج کے سامنے پیش کیا۔ فریقین کے درمیان پیدا ہونے والے بنیادی مسائل پر، فاضل ماتحت جج نے جواب دہندگان کے خلاف نتائج اخذ کیے اور اس کے نتیجے میں، ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ فرمان کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ تاہم، فاضل ماتحت جج نے واضح کیا کہ یہ جواب دہندگان کے لیے کھلا ہوسکتا ہے کہ وہ "اپنے حق میں آسانی کی نوعیت کے روایتی حقوق کے کسی بھی معاملے کے خلاف احتجاج کریں، اگر وہ قانونی طور پر ایسا کر سکتے ہیں، بغیر کسی رکاوٹ کے، اور اگر انہیں ایسا مشورہ دیا جاتا ہے۔" اس سوال کو اس نے غیر فیصلہ کن چھوڑ دیا تھا کیونکہ یہ موجودہ مقدمے میں اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔ اس حکم نامے کو مدعا علیہان نے مدراس ہائی کورٹ کے سامنے اپیل ثانی دائر کر کے چیلنج کیا

تھا۔اس اپیل کی سماعت کرنے والے جج بشیر احمد سعید نے ایک فرمان منظور کیا جسے موجودہ اپیل میں اپیل گزاروں نے ہمارے سامنے چیلنج کیا ہے۔فاضل جج نے اپنے فیصلے میں جو کچھ کیا ہے وہ یہ بتانا ہے کہ "اس دوسری اپیل میں فیصلے کے لیے پیدا ہونے والے تمام مسائل پر محتاط غور کرنے کے بعد، میری رائے ہے کہ مدعیوں کو فرمان دینے کی بہترین شکل درج ذیل شرائط میں ہے"،اور پھر فاضل جج نے شق (2)&(3) میں اپنے فرمان کی شرائط طے کرنے کے لیے آگے بڑھا۔تیسری شق کو شق (اے)،(بی) اور (سی) میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، جج نے ہدایت کی کہ فریقین کو پورے اخراجات خود برداشت کرنے چاہئیں۔اپیل گزاروں کا خیال ہے کہ جج کی طرف سے اس کے سامنے دوسری اپیل کو نمٹانے میں اپنایا گیا طریقہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس کے ذریعے دیا گیا فیصلہ برقرار نہیں رہ سکتا۔

تاہم، اس تنازعہ سے نمٹنے سے پہلے، جواب دہندگان کی جانب سے مسٹر راجہ گوپال شاستری کی طرف سے اٹھائے گئے ابتدائی اعتراض کا حوالہ دینا ضروری ہے۔وہ دعوی کرتا ہے کہ اپیل گزاروں کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ فاضل سنگل جج کے فیصلے کے خلاف لیٹرز پیٹنٹ اپیل دائر کرنے کے لیے اجازت کے لیے درخواست دیں اور چونکہ اپیل گزاروں نے یہ راستہ نہیں اپنایا ہے، اس لیے ان کے لیے خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آنے کا اختیار نہیں ہے۔لہذا، انہوں نے دلیل دی ہے کہ یا تو اس عدالت کی طرف سے اپیل گزاروں کو دی گئی اجازت کو منسوخ کر دیا جانا چاہیے، یا اپیل کو اس بنیاد پر خارج کر دیا جانا چاہیے کہ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جس میں یہ عدالت اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مداخلت کرے کہ مدراس ہائی کورٹ کے لیٹرز پیٹنٹ کے تحت اپیل گزار کو دستیاب تلافی سے ان کے ذریعے فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔

اس ابتدائی اعتراض کی مزاحمت کرتے ہوئے، اپیل گزاروں کی طرف سے مسٹر

ایم ایس کے شاستری نے رارو ہا سنگھ بمقابلہ اچل سنگھ اور دیگر () میں اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا ہے۔ اس معاملے میں، اس عدالت نے مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے دوسرے اپیلٹ فیصلے کے خلاف اس بنیاد پر اپیل کی اجازت دی کہ مذکورہ متنازعہ فیصلے نے سول پروسیجر کوڈ کی دفعہ 100 کی دفعات کے منافی حقائق کے نتیجے میں مداخلت کی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں مدعا علیہان کی طرف سے ایک ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا تھا جیسا کہ موجودہ اپیل میں اٹھایا گیا ہے، اور اس ابتدائی اعتراض کو مسترد کرتے ہوئے، اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ "چونکہ اجازت دے دی گئی ہے، ہمیں نہیں لگتا کہ ہم ابتدائی اعتراض کو قبول کر کے اجازت کو عملی طور پر منسوخ کر سکتے ہیں یا کرنا چاہیے۔" اس مشاہدے کی وجہ سے اس اپیل کو ایک بڑی بنچ کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جس بیان پر مسٹر ایم ایس کے شاستری انحصار کرتے ہیں وہ ان کی دلیل کی تائید کرتا ہے۔ لیکن ہم مطمئن ہیں کہ مذکورہ بیان کی تشریح اس عام تجویز کے طور پر نہیں کی جانی چاہیے کہ اگر کسی معاملے میں خصوصی اجازت دی جاتی ہے تو اسے کبھی بھی منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ کئی مواقع پر، اس عدالت نے خصوصی اجازت کو منسوخ کر دیا ہے جب اس طریقہ کار کو اپنانے کا جواز پیش کرنے کے لیے حقائق اس کے نوٹس میں لائے گئے تھے، اور اس لیے ہمیں نہیں لگتا کہ مسٹر ایم ایس کے شاستری یہ دعوی کرنے میں جائز ہیں کہ آرٹیکل 136 کے تحت اپیل گزاروں کو دی گئی چھٹی، جیسا کہ موجودہ معاملے میں، کبھی بھی منسوخ نہیں کی جا سکتی۔ اصل موقف یہ ہے کہ کسی دیئے گئے معاملے میں، اگر مدعا علیہ اس عدالت کے نوٹس میں ایسے حقائق لاتا ہے جو عدالت کو پہلے سے دی گئی اجازت کو منسوخ کرنے کا جواز پیش کرتے ہیں، تو یہ عدالت انصاف کے مفاد میں، اس طریقہ کار کو اپنانے میں ہچکچاہٹ نہیں کرے گی۔ لہذا، جو سوال زیر غور آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا موجودہ اپیل کو صرف اس بنیاد پر خارج کیا جانا چاہیے کہ اپیل گزاروں نے مدراس ہائی کورٹ کے لیٹرز پیٹنٹ کی متعلقہ شق کے تحت اجازت کے لیے درخواست نہیں دی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی فریق آرٹیکل 136 کے ذریعہ فراہم کردہ تلافی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، ایسے معاملات میں جہاں اپیل کے تحت ہائی کورٹ کا فرمان سیکشن 100 سی پی سی کے تحت منظور کیا گیا ہے، تو یہ ضروری ہے کہ پارٹی لیٹرز پیٹنٹ کے تحت اجازت کے لیے درخواست دے، اگر لیٹرز پیٹنٹ کی متعلقہ شق سنگل جج کے فیصلے کے خلاف ڈویژن بینچ میں اپیل کے لیے فراہم کرتی ہے۔ عام طور، دوسرے اپیلٹ فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی درخواست اس وقت تک نہیں دی جائے گی جب تک کہ لیٹرز پیٹنٹ اپیل کا تلافی حاصل نہ کیا گیا ہو۔ درحقیقت، دوسرے اپیلٹ فیصلوں کے خلاف کسی بھی اپیل پر آئین غور نہیں کرتا جیسا کہ اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آرٹیکل 133 (3) واضح طور پر فراہم کرتا ہے کہ عام طور پر ہائی کورٹ کے ایک جج کے فیصلے، فرمان یا حتمی حکم سے اس عدالت میں اپیل نہیں ہوگی۔ یہ صرف اس صورت میں ہے جب اپیل کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی درخواست عام اہمیت کے قانون کے مسائل کو اٹھاتی ہے کہ عدالت درخواست منظور کرے گی اور اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات کی خوبیوں سے نمٹنے کے لیے آگے بڑھے گی۔ لیکن ایسے معاملات میں بھی، یہ ضروری ہے کہ کسی فریق کے اس عدالت میں آنے سے پہلے لیٹرز پیٹنٹ اپیل کے ذریعے علاج کا سہارا لیا جائے۔ اس کے باوجود، ہمیں نہیں لگتا کہ ایک غیر اہل قاعدہ طے کرنا ممکن ہوگا کہ اجازت نہیں دی جانی چاہیے اگر فریق لیٹرز پیٹنٹ کے تحت اجازت کے لیے منتقل نہیں ہوا ہے اور اسے اس طرح منظور نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی کوئی غیر لچکدار قاعدہ طے کرنا ممکن ہے کہ اگر ایسی صورت میں اجازت دی گئی ہے تو اسے ہمیشہ اور لازمی طور پر منسوخ کیا جانا چاہیے۔ آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کو دیئے گئے اختیارات کے وسیع دائرہ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ ممکن نہیں ہے اور درحقیقت، کسی بھی عام اصول کو مرتب کرنا مناسب نہیں ہوگا جو تمام مقدمات کو کنٹرول کرے۔ یہ سوال کہ آیا آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کے دائرہ اختیار کا استعمال کیا جانا چاہیے یا نہیں، اور اگر ہاں، تو کن شرائط و

ضوابط پر، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا فیصلہ اس عدالت کو ہر مقدمے کے حقائق پر کرنا ہے۔

جواب دہندگان کی اس دلیل سے نمٹنے کے لیے کہ دوسرے اپیلٹ فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ کو دی گئی خصوصی اجازت کو اس بنیاد پر منسوخ کیا جانا چاہیے کہ اپیل کنندہ نے لیٹرز پیٹنٹ کی متعلقہ شق کے تحت اجازت کے لیے درخواست نہیں دی تھی، ایک متعلقہ حقیقت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اگر اس مرحلے پر جب خصوصی اجازت دی جاتی ہے، مدعا علیہ اس بنیاد پر انتباہ کرتا ہے یا پیش ہوتا ہے اور خصوصی چھٹی کی منظوری کی مزاحمت کرتا ہے کہ اپیل کنندہ نے لیٹرز پیٹنٹ اپیل کے لیے پیش نہیں کیا ہے، اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ بنیاد پر دلیل دی گئی ہے اور اسے میرٹ پر مسترد کر دیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں خصوصی اجازت دی گئی ہے، تو مدعا علیہ کے لیے اپیل کی حتمی سماعت کے وقت دوبارہ وہی نقطہ اٹھانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اگر، تاہم، انتباہ ظاہر ہوتا ہے یا ظاہر نہیں ہوتا ہے، یا پیش ہونے کے بعد، اس نکتے کو نہیں اٹھاتا ہے، یا یہاں تک کہ اگر وہ اس نکتے کو اٹھاتا ہے کہ عدالت خصوصی اجازت دینے سے پہلے اس کا فیصلہ نہیں کرتی ہے، تو وہی نقطہ حتمی سماعت کے وقت اٹھایا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں، عدالتی فیصلے کی کوئی تکنیکی رکاوٹ نہیں ہوگی، اور اس نکتے پر فیصلہ تمام متعلقہ حقائق پر مناسب غور و فکر پر منحصر ہوگا۔

پھر اس اپیل میں اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے اہم نکتے پر واپس آتے ہوئے، ہمیں نہیں لگتا کہ ہم صرف اس بنیاد پر اپیل کی خوبیوں سے نمٹنے سے انکار کرنے میں جائز ہوں گے کہ اپیل گزاروں نے مدراس ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے سامنے اپیل کو ترجیح دینے کے لیے واحد جج کو اجازت کے لیے منتقل نہیں کیا تھا۔ اپیل کے تحت فیصلے میں کمزوری اتنی واضح ہے کہ انصاف کے مقاصد کا مطالبہ ہے کہ ہم حکم نامے کو ایک طرف رکھ کر معاملے کو قانون کے مطابق نمٹانے کے لیے مدراس ہائی کورٹ کو واپس بھیج دیں۔ پابندیاں رکھی گئی ہیں۔ دفعہ 100, سی پی سی، دوسری اپیلوں سے نمٹنے میں

ہائی کورٹس کے دائرہ اختیار اور اختیارات کے بارے میں اچھی طرح سے جانا جاتا ہے اور اس طرح کی اپیلوں سے نمٹنے میں ہائی کورٹس کو جس طریقہ کار پر عمل کرنا پڑتا ہے وہ بھی اچھی طرح سے قائم ہے۔ موجودہ معاملے میں، فاضل جج نے ایک حکم منظور کیا ہے جو ایک ثالث کے ذریعے دیے گئے فیصلے کی طرح ہے، جو اپنے حوالہ کے لحاظ سے، ایوارڈ میں شامل اپنے نتائج کی وجوہات بتانے کی ذمہ داری کے تحت نہیں ہے۔ جب دوسری اپیلوں سے نمٹنے کے لیے ہائی کورٹ کے ذریعے اس طرح کا راستہ اپنایا جاتا ہے، تو اسے واضح طور پر درست کیا جانا چاہیے اور ہائی کورٹ سے کہا جانا چاہیے کہ وہ قانون کے مطابق معاملے کو معمول کے مطابق نمٹائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مسٹر راج گوپال شاستری کے ذریعے اٹھائے گئے ابتدائی اعتراض کو برقرار نہیں رکھ سکتے، حالانکہ ہم مدراس ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے سامنے لیٹرز پیٹنٹ اپیل دائر کرنے کے لیے معروف سنگل جج کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کیے بغیر اس عدالت میں آنے میں اپیل گزاروں کے طرز عمل کو مسترد کرتے ہیں۔ لہذا، دوسری اپیل میں منظور کیے گئے فرمان کی خوبیوں پر کوئی رائے ظاہر کیے بغیر، ہم اسے اس بنیاد پر الگ کرتے ہیں کہ فاضل جج کے ذریعے دیا گیا فیصلہ کوڈ آف سول پروسیجر کے تحت فیصلے کے بنیادی اور جائز تقاضوں کو پورا نہیں کرتا ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کی اجازت دی جاتی ہے، ہائی کورٹ کے ذریعے منظور کردہ فرمان کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور 1955 کی دوسری اپیل نمبر 91 کو مدراس ہائی کورٹ کو اس ہدایت کے ساتھ واپس بھیج دیا جاتا ہے کہ اس سے قانون کے مطابق نمٹا جائے۔ اس اپیل کے اخراجات دوسری اپیل کے اخراجات ہوں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document